ادبیات

غزل

(جناب الم مظفر نگری)

ذرا گرمیٔ پیغامِ وفا کا امتحاں کر لے
اثر کو جستجو رہتی ہے جس کی وہ فغاں کر لے

باحساسِ خودی ہستی کو اپنی رائگاں کر لے
جو کرنی ہے تو یوں حاصل حیاتِ جاوداں کر لے

قیامت ہیں تحمل سوز جلوے شمعِ محفل کے
کہاں تک ضبطِ غم پروانۂ آتش بجاں کر لے

فقط سجدوں سے تکمیلِ نیازِ عشق ناممکن
جبینِ شوق کو بھی قدرِ سنگِ آستاں کر لے

نہیں ممکن مجالِ گفتگو جب ان کی محفل میں
زبانِ خامشی ہی داستانِ دل بیاں کر لے

امینِ رازِ اپنا دل بھی الفت میں نہیں ہوتا
تو پھر کس طرح کوئی اعتبارِ رازداں کر لے

بہل جائے اسیری میں ذرا دم بھر کو دل اپنا
قفس میں ہم تو کچھ گفتگوئے آشیاں کر لے

طلب میں جامِ جم کی تا بہ کے یہ سعیٔ لاحاصل
تو اپنے دل کے آئینے میں سیرِ دو جہاں کر لے

یہ حسرت اور بھی قیدِ قفس کو تلخ کر دے گی
چمن سے چلتے چلتے طوفِ خاک آشیاں کر لے

نہ جانے کل تغیر کیا ہو رنگ و بو کی دنیا میں
ہر اک برگِ چمن محفوظ اپنی داستاں کر لے

کوئی حملہ بھی طوفاں کا ڈبو سکتا نہیں اس کو
بھیا جو نئے ساحل پہ ہر موجِ رواں کر لے

غنیمت ہے یہ تاراجیٔ گلشن کا زمانہ بھی
مرتب داستانِ انقلابِ گلستاں کر لے

بعافیت اگر صحنِ چمن میں تجھ کو رہنا ہے
کلی کو پھول کو شبنم کو اپنا ہم زباں کر لے

امارت رج کہکشاں کی کیا حقیقت ہے جو تو چاہے
ہر اک ذرے کو پھیلا کر جواب آسماں کر لے

الم ہستی میں عرفانِ توکل اس کو حاصل ہے
جو اپنی زندگی کو بے نیازِ دو جہاں کر لے